ایک وعظ ایک نصیحت

سیّد ریاض حسین شاہ

ایک وعظ ایک نصیحت

خطبات

(15)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی ''الجامع الصحیح'' میں آداب علم بیان کرتے ہوئے ایک ''ترجمۃ الباب'' قائم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو موقع اور وقت دیکھ کر سمجھاتے اور علم کی باتیں ایسی حکمت کے ساتھ بیان کرتے کہ لوگوں کی اسلام کے ساتھ محبت بڑھے اور ان کے دل میں دین کے بارے میں نفرت پیدا نہ ہو۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتخولنا بالموعظۃ فی الایام، کراھۃ السامۃ علینا

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نصیحت کرنے کے لیے شب و روز میں وقت اور موقع کی رعایت فرماتے، آپ اس کو ناپسند کرتے کہ ہم اُکتا جائیں''۔

دوسری حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا (کتاب العلم بخاری)

''آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات میں لوگوں کو نہ ڈالو اور خوشیاں بانٹو اور نفرت نہ دلاؤ''۔

سیرت کا ایک باب

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا ایک اہم پہلو بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں ''تخویل'' تھی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ''تخویل'' کا معنیٰ کیا ہوتا ہے۔

اس لفظ کا مادہ ''خا، واو اور لام'' ہے۔

ائمہ لغت لکھتے ہیں ''الخال'' ماموں کو کہتے ہیں اور ''الخالہ'' ماں کی بہن کو کہہ دیتے ہیں۔ ''الخال'' بھلائی اور خیر کا نشان ہوتا ہے۔فوج کے جھنڈے، سیاہ اونٹ اور اچھے مال کو بھی ''خال'' کہہ دیتے ہیں۔ چہرہ کا تِل بھی ''خال'' ہوتا ہے اور کسی کی نگہداشت کرنا اور خبر گیری کرنا بھی خال ہوتا ہے۔ کسی کو مال اور خادم تحفہ میں دینا ''خوَل'' ہوتا ہے اور اللہ جب کسی کو سامان آسائش دے تو یہ بھی ''تخویل'' ہوتی ہے۔

تاج العروس میں زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

''یہ صحرائی پودا ہے جو تین گز سے قریب اونچا ہوتا ہے اس کی شاخوں پر کانٹے کثیر ہوتے ہیں اس پر جب پھل آتا ہے وہ مرچوں کی طرح ہوتا ہے''۔

کسی درخت کی جڑیں جب کثیر ہوں تو اسے بھی اس مادہ سے تعبیر کر دیتے ہیں اس کا مطلب کشش بھی لکھا گیا ہے۔ بکریاں چرانے والے کو مخیل اس لیے کہہ دیتے ہیں کہ وہ شفقت کے ساتھ نگہداری کرتا ہے۔ سیرت میں جا کر حضور ﷺ کے لیے جب یہ لفظ بخاری نے استعمال کیا تو اس کا مطلب یہ بن سکتا ہے۔

(1) حضور ﷺ انتہائی خوبصورت چہرہ رکھتے تھے۔

(2) آپ اپنے غلاموں کی نگہداشت فرماتے اور ہر معاملہ میں ان کی خبر گیری کرتے۔

(3) آپ قوموں اور ملتوں کو شفقت سے چلاتے۔

(4) آپ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی اپنے غلاموں کا خیال کرتے۔

(5) آپ نشاط اور خوشی کی حالت میں وعظ فرماتے۔

(6) آپ ماحول کو پریشان کن نہ بناتے۔

(7) آپ اپنے ساتھیوں کو اتنا نہ سمجھاتے رہتے کہ وہ اکتا جائیں۔

(8) آپ ہر آدمی کی فرصت کا خیال کرتے۔

(9) آپ لوگوں کی مجبوریوں کا خیال کرتے۔

(10) آپ ہر ایک کی طرف توجہ رکھتے۔

تنہائی جب غم خوار ہو جائے

اہل علم کو اپنی کردار سازی کے لیے ضروری ہے کہ فیصلہ کرلیں کہ انہیں ہو بہو حضور ﷺ کی راہ چلنا ہے۔ حضور ﷺ کی زندگی میں یہ عظیم موڑ تنہائی ہی میں پیدا ہوا۔ آپ ﷺ غار حرا میں تشریف لے جاتے یہ مقام عظیم ام القریٰ کے سینے میں دل کی طرح دھڑکتا ہے۔ کعبہ سے پانچ کلومیٹر دور جبلِ نور کی چوٹی پر یہ واقع ہے۔ کہتے ہیں حضرت عبد المطلب بھی یہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ ہاشمیوں کا یہ علمی اور عرفانی آستانہ تھا یہاں لنگر بھی تقسیم ہوا کرتے تھے۔ غار حرا کا رخ قدرتی طور پر کعبے کی سمت ہے۔ اس غار میں جب حضور ﷺ خلوت گزیں ہو کر تحنث یا تحمد فرماتے۔ اصل میں یہی وہ جگہ ہے جہاں امت سازی کا اولین قوام تیار ہوا۔ یہاں اوپر دیکھو تو صاف شفاف نیلگوں آسمان نظر آتا ہے۔ آفتاب دن میں یہیں اپنی سنہری کرنیں فدا کرتا ہے۔ رات کو جب تارے جھلملا کر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں تو حضور ﷺ غار سے باہر نکل کر کائنات کا مشاہدہ فرماتے کبھی کبھی اس منظر کی لذت دو آتشہ ہو جاتی جب ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی ہم منزل بن جاتیں اور تحنث کی لذتیں شمع کی طرح گداز ہو جاتیں۔ تدبیر و تبلیغ کا یہ اولین مورچہ ہے۔ کہتے ہیں جس عالم کی تاریخ میں کوئی غارِ حرا نہیں ہوتا اس کا علم کچا اور ناپختہ ہوتا ہے۔ لوگوں کی خبر گیری وہی کر سکتا ہے جس نے خلوت میں غور و فکر کا نورانی قاعدہ پڑھا ہو۔

منصوبہ بندی عملی ہونی چاہیے

ہمارے دور میں خانقاہ اور مدرسہ دونوں میں مادی طُرق حیات پر زیادہ یقین رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرید یا تلمیذ کی تربیت روحانی نہیں ہوتی۔ وہ لوگ نفسیاتی الجھنوں میں ساری زندگی پھنسے رہتے ہیں۔ تاریخ کو ضعیف سمجھ کر اس سے دور رہتے ہیں حالانکہ اعلانِ نبوت سے پہلے کی جتنی روایات یا علمی خزانہ ہے اس کا انحصار تاریخ پر ہے۔ جرح اور تعدیل کے علم کو تو ابھی سمجھداری کی ہوا بھی نہیں لگی تھی۔

طبائع جب تک سلجھی ہوئی نہ ہوں احیائے دین یا تبلیغِ دین کوئی کام بھی مناسب انداز میں نہیں ہوسکتا۔ دین کا بڑا کام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سالک اور طالب علم دونوں ان مراحل سے گزریں۔

(1) قوت ارادی پیدا کرنا

(2) تلاش حق کا سچا جذبہ

(3) مخلصانہ کوشش

(4) گرم دم جستجو یعنی دعائیں

(5) صحبت کاملین

(6) منصوبہ بندی

(7) غور وفکر

(8) وقت کا صحیح استعمال

(9) ٹھوس نصاب تربیت بلاشبہ مسلمانوں کے لیے قرآن حکیم ہے۔

(10) اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر

(11) تلاوت قرآن حکیم

(12) اسباق کا تکرار

(13) صبح شام سیر مشاہدہ کائنات

(14) درود شریف کی کثرت

(15) نتیجہ خیز عمل

(16) اللہ پر یقین

(17) اساتذہ کا احترام

احمقوں کی صحبت سے بچیں

مولانا روم اپنی مثنوی میں بڑے درد انگیز لہجے میں خامہ فرسائی فرماتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ایک پہاڑ کی طرف جا رہے تھے۔ ایک آدمی نے بلند آواز سے پکار کر کہا۔ اے خدا کے رسول! آپ اس وقت کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ وجہِ خوف کیا ہے؟ آپ علیہ السلام کے پیچھے کوئی دشمن بھی نظر نہیں آ رہا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

میں ایک احمق آدمی سے بھاگ رہا ہوں تو میرے بھاگنے میں خلل نہ ڈال۔

اس آدمی نے کہا:

یا حضرت آپ مسیحا علیہ السلام نہیں ہیں؟ جن کی برکت سے اندھے اور بہرے شفایاب ہوتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"ہاں میں وہی ہوں"۔

وہ آدمی پھر کہنے لگا کیا آپ وہی نہیں ہیں کہ مٹی کے پرندوں میں پھونک ماردیں تو وہ اڑنے لگ جاتے ہیں

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

بے شک میں وہی ہوں۔

پھر اس شخص نے حیرانگی سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کو اس قدر قوت عطا فرمائی ہے تو پھر آپ خوف سے کہاں جا رہے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

ربّ العزت کی قسم! اللہ کے نام ہی سے برکت ہوئی کہ بیمار شفایاب ہوئے، اندھوں کو بینائی ملی اور بہرے سماعت کی دولت پا گئے لیکن ایک احمق ہے کہ جس پر کوئی دم درود نہیں چلتا۔

وہ آدمی پوچھنے لگا کہ وجہ کیا ہے کہ اسم اعظم احمق پر اثر نہیں کرتا؟

آپ نے فرمایا:

وہ اس لیے کہ حماقت بیماری نہیں خدائی قہر ہے۔

سالکین اور طالبین کو چاہیے کہ وہ نا اہل کی صحبت سے بچیں۔

مولانا روم کہتے ہیں:

''بے وقوف کی صحبت سے تنہائی بہتر ہوتی ہے''۔

تساہل ختم کریں

منہاج القاصدین میں ابنِ جوزی لکھتے ہیں، حضرت شبلی، ابوالحسین نوری کے پاس گئے۔ وہ بالکل ساکن بیٹھے تھے۔شبلی ان سے پوچھنے لگے۔آپ نے یہ مراقبہ اور سکون کس سے سیکھا: ''کہا'' اپنی بلی سے۔ جب وہ شکار کا ارادہ کرتی ہے تو اپنے آپ کو اس طرح ساکن کر لیتی ہے کہ اس کا ایک بال بھی حرکت نہیں کرتا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو مرکوز کریں۔ اس قسم کی کوشش یقیناً فائدہ دے گی۔ مرکوز رہنے والا شخص کبھی سست نہیں ہوسکتا۔

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر اپنی انگشت مبارک سے کچھ لکیریں کھینچیں، یہ فعل معلمانہ شفقت رکھتا ہے، اس فعل مبارک کا ایک معنیٰ تو یہ ہے کہ شکلیں بنا کر لکیریں کھینچ کر اشارہ سے کام لے کر کوئی چیز سمجھانا آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ دوسرا یہ حیرت کی بھی دلیل ہے کہ ہدف کے حصول کے لیے سوچوں پر کام کرنا اور محوِ حیرت ہوکر منصوبہ بندی کرنا سنت ہے

انگریزی کی ایک کہاوت ہے:

If you fail to plan it menas you are planing to fail

''اگر آپ تنظیم کار میں ناکام ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا آپ خود ناکام ہونے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں''۔

ہر کام شوق سے کریں

ہر وہ کام جو شوق سے نہ کیا جائے ایک تو اس کی تکمیل میں تاخیر ہوتی ہے دوسرا وہ بوسیدہ ہو جاتا ہے اور اس میں تازگی نہ رہنے کی وجہ سے اثر ختم ہو جاتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے ایک

حدیث کا سن لینا مفید ہوگا۔ بلاشبہ حدیث کی حکمتیں اعمال کو منظم، سریع اور موثر اور پر کشش بنا دیں گی۔

سنن دارمی کی دوسری جلد میں اس حدیث کو پڑھا جا سکتا ہے:

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عنقریب لوگوں کے سینے میں قرآن اس طرح بوسیدہ ہو جائے گا جس طرح کپڑا بوسیدہ ہو کر جھڑنے لگ جاتا ہے۔ وہ کسی شوق اور لذت کے بغیر قرآن کو پڑھیں گے ان کے اعمال ہوں گے لیکن ان کے عقب میں طمع اور حرص ہوگی وہ گناہوں میں کمی خوف خدا سے نہیں کریں گے حیرت والی بات یہ ہے کہ وہ برے کام کرنے کے باوجود تبلیغ کریں گے اور کہیں گے کہ عنقریب ہماری بخشش کر دی جائے گی کیونکہ ہم اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے''۔ (دارمی حدیث نمبر 3346 جلد دوم)

ایک کام کی بات

دو باتیں ذہن میں رکھیں اگر آپ جوان ہیں تو اپنی جوانی اللہ کی راہ میں کھپائیں۔ حسن، طاقت، طلاقت، جذبہ اور رعنائی ہمیشہ رہنے والی چیزیں نہیں۔ جوانوں نے ایک وقت بہاروں کا گھونٹ بھر کر ناتوانیوں کی قبر میں مدفون ہو جانا ہوتا ہے، اس لیے جوانی کا استعمال فی سبیل اللہ کریں۔ فی سبیل المجرمین زیاں ہی زیاں ہے اور حسرت ہی حسرت ہے اگر اللہ بڑھاپا نصیب کرے تو کمزوریوں کا ازالہ عقل کے عروج سے اور اللہ کے فضل طلبی سے کریں۔ بڑھاپے کا رخ اگر صحیح ہو تو لوگ پیر عظیم کے ہاتھ چومتے ہیں اور دلوں کی دھڑکنیں اس کے اشاروں پر نثار کرتے ہیں۔ قوس قزح بوڑھی بھی ہو جائے تو اس کے رنگ پھیکے نہیں ہوتے۔ بوڑھے آدمی کا بدنی رعشہ خدا سے خوف کی کپکپی ہوتی ہے۔ اچھا جوان باطل خواہشات کا قیدی نہیں ہوتا اور اچھا بوڑھا وہ ہوتا ہے جس کی پیشانی حکمت بھری باتوں کی طرح ہوتی ہے۔ نیک جوان سیرت کا نورانی جلوہ ہوتا ہے اور دانا بوڑھا انسانیت کا مونس اور ہمدم ہوتا ہے۔ و اللہ اعلم

حضور ﷺ کا قول حکمت ہے

اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے:

خیر شبابکم من تشبہ بکھولکم و شر کھولکم من تشبہ بشبابکم

(فیض القدیر:487/3)

''تمہارا بہترین جوان وہ ہے جو تمہارے بوڑھوں کے مشابہ ہے اور تمہار بدترین بوڑھا وہ ہے جو تمہارے جوانوں کے مشابہ ہے''۔

یارب!!!

زندگی میں آسانیاں پیدا کر!

اور عمر میں برکت نصیب فرما

ہر غیر کو دل سے دور فرما اور ہر اپنے کی محبت نصیبہ کر دے

آمین آمین یا کریم یا کریم